THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, January 26, 2012

(77th Session)

Volume X, No.07

(Nos.)

CONTENTS

1. Recitation from the Holy Quran……….……….…….. Pages
2. Questions and Answers…………..…………………
3. Leave of Absence…………………………………..
4. Point of Order:
    - Failure of KESC to meet the contractual obligation………………………………….
5. Adjournment Motion:
    - Sexual Harassment in international non-governmental organizations……………….
6. Laying of Annual Reports…………………………..

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume X No.07 SP. X ( )/2012 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, the January 26, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty nine minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلۡ اِنَّمَا يُوۡحٰٓى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ اٰذَنۡتُكُمۡ
عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنۡ اَدۡرِىۡۤ اَقَرِيۡبٌ اَمۡ بَعِيۡدٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ مِنَ الۡقَوۡلِ وَيَعۡلَمُ مَا تَكۡتُمُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنۡ اَدۡرِىۡ لَعَلَّهٗ فِتۡنَةٌ
لَّـكُمۡ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احۡكُمۡ بِالۡحَـقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحۡمٰنُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾

ترجمہ:۔ اور ہم نے تو تمہیں تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ کہہ دو مجھے تو یہی حکم آیا ہے کہ تمہارا معبود ایک معبود ہے پھر کیا اس کے آگے سر جھکاتے ہو۔ پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ میں نے تو یکساں طور پر خبر دے دی ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ نزدیک ہے یا دور ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ بے شک وہ جانتا ہے جو بات پکار کر کہو اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو۔ اور میں نہیں جانتا شاید وہ تمہارے لیے امتحان ہو اور ایک وقت تک دنیا کا فائدہ پہنچانا منظور ہو۔ کہا اے رب انصاف کا فیصلہ کر دے اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بیان کرتے ہوں۔

سورۃ الحج (آیات ۱۰۷ تا ۱۱۲)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ We may now take up questions. مولانا گل نصیب خان، موجود نہیں ہیں، اس سوال کا جواب بھی نہیں آیا، deferred for the next rota day. ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، موجود نہیں ہیں، reply بھی نہیں آیا، deferred to the next rota day. ایس ایم ظفر صاحب! جواب نہیں آیا، I am deferring to next rota

day سب کو، اب دیکھیں، ایک اور آرہا ہے۔ سید طاہر حسین مشہدی صاحب موجود ہیں، reply نہیں آیا۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: گیارہ سوالوں میں سے ایک کا جواب نہیں آیا تھا، آج بھی اسی طرح کا معاملہ چل رہا ہے، اب چار سوال کیے گئے ہیں، تین کا جواب نہیں آیا - جناب والا! وزیر صاحبان نہ آئیں تو چلو وہ elected representatives ہیں، یہ replies, section officers or office superintendents بنا کر اپنے secretaries or additional secretaries کو دیتے ہیں - اگر وزیر صاحبان اپنی ministries کو اتنا بھی control نہیں کر سکتے کہ کم از کم جواب دے دیں--

to the Upper House of the Parliament sir, the highest forum of the land. Sir national honour and dignity of Parliament is involved...

Mr. Chairman: What we can make it out

نہ وزیر صاحبان پارلیمنٹ میں interested ہیں، نہ اپنے office میں interested ہیں۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Absolutely, you are right sir.

جناب چیئرمین: وہ اپنے دفتر ہی نہیں جاتے ورنہ انہیں پتا ہو کہ دفتر میں کیا ہو رہا ہے۔ زاہد خان صاحب، موجود نہیں ہیں لیکن وزیر صاحب موجود ہیں۔

Q.No.35

Mr. Chairman: No supplementary. Next question. Dr. Ismail Buledi. Not present.

ممبرز بھی نہیں آئے ہوئے، نہ وزیر صاحبان موجود ہیں، نہ ممبر صاحبان۔

Q.No. 92.

Mr. Chairman: Any supplementary? No supplementary. Next question. Not present.

Q.No.93.

Mr. Chairman: Any supplementary?

خواجہ صاحب موجود ہیں۔ خواجہ صاحب کیا بات ہے، آپ کے سوالات کے جوابات آج کیوں نہیں آئے۔

خواجہ شیراز محمود (وزیر مملکت برائے مالیات): جناب چیئرمین! کچھ سوالوں کے جو جواب نہیں آتے وہ میں definitely دیکھ

کر بتا سکوں گا کہ جوابات کیوں نہیں آئے۔

Mr. Chairman: In future, please look into it and tell your secretary in your Division that the replies must come.

خواجہ شیراز محمود: جی، انشاءاللہ۔

جناب چیئرمین: دیکھیں جی! اب تمام سوالات جن کے جوابات نہیں آئے ان کو میں نے defer کیا ہے but in future please look into it.

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: سوات کے لوگوں نے کچھ سونا اور زیورات رہن رکھ کر قرض لیا تھا، ان بے چاروں کے سارے گھر بار اجڑ گئے تو انہوں نے ان کے قرضے معاف کیے تھے تو جو رہن شدہ سونا اور زیورات تھے وہ ابھی تک لوگوں کو واپس نہیں کیے گئے تو اس لحاظ سے ان کے لیے وزیر صاحب کیا اقدامات کر رہے ہیں۔

خواجہ شیراز محمود: جناب والا! جس طرح کہ اس جواب میں لکھا ہوا ہے، آپ کے سامنے ہے کہ ۱۷۰ ملین کے قریب جو قرضہ تھا وہ Prime Minister Package کے تحت معاف کیا گیا۔ اب یہ پوری قوم کے سامنے ہے، آپ کے سامنے ہے کہ سوات میں جو حالات رہے ہیں اور پوری قوم نے militancy کو ختم کرنے کے لیے پوری قوم نے اور افواج پاکستان نے مل کر ایک effort کی۔ جب یہ operations ہوئے تو آپ کے علم میں بھی ہے کہ بینکوں کو لوٹا جاتا رہا اور ان کی املاک کو جلایا جاتا رہا تو یہ سونا بھی لوٹ لیا گیا۔ اب یہ سونا basically collateral اس قرضے کے against جو National Bank of Pakistan نے جو disbursement کر رکھی تھی۔ جو سونا لوٹا گیا ہے اس کی evaluation ہوئی اور وہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ Bank authorities ان claimants کو کہتی رہیں کہ آپ یہاں آئیں اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر ان issues کو resolve کریں۔ جناب والا! میں بتانا چاہوں گا کہ recently January میں بھی Secretary Finance کے ایک head سے meeting کی ہے اور اس میں انہوں نے finalize کیا تھا کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں اور سونے کی قیمت کا تعین کر لیں کہ اگر آج سونے کے دس گرام کی قیمت ساٹھ ہزار روپے سے زیادہ ہے تو اس وقت اس کی قیمت اکیس ہزار روپے تھی۔ تو اس میں یہ ہوا کہ دس لوگ Banking Tribunal میں چلے گئے اور وہاں سے ایک فیصلہ آ گیا کہ آپ اس کی قیمت تیس ہزار روپے پر fix کر دیں۔ اب اسی تیس ہزار روپے پر ان کی working ہو رہی ہے اور میں یہاں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ five claims

bank نے نمٹا دیے ہیں ، پانچ لوگوں کو almost 1.5 million rupees چلے گئے ہیں - میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ قرضے بھی معاف کر دیے گئے جو اس collateral کے against جو قرضے لیے گئے تھے وہ معاف ہو گئے اور اب اس سونے میں بھی پیش رفت start ہو گئی ہے انشاءاللہ یہ جتنے بھی claims ہیں ان تمام کو تیس ہزار روپے کے حساب سے payment ہو گی جو بینک کا فیصلہ ہے۔

جناب چیئرمین: طاہر مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب چیئرمین! میں معزز وزیر صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ یہ ten claimants نہیں ہیں، یہ 557 ہیں۔ Please correct me, if I am wrong. یہ بات سوات کی ہو رہی ہے پورے مالاکنڈ ڈویژن کی بات نہیں ہو رہی، Kindly اس کو mix up نہ کریں۔ یہ بے چارے ۵۵۷ لوگ are running from pillar to post اور بینک نے دس آدمیوں کے ساتھ تو بات کی، ان سے in writing لیا ہے اور باقیوں کو وہ اسی طرح ٹال رہے ہیں۔ یہ اتنی بڑی amount بھی نہیں ہے اور انہوں نے اپنے سارے زیورات جو انہوں نے اپنی بچیوں کی شادیوں کے لیے رکھے تھے، وہ رہن رکھدی تھی۔ ان کا humanitarian grounds پر مسئلہ حل ہو گا۔

I think, the Government of Pakistan can easily afford to pay them at the prevailing rate. ہمیشہ رائج الوقت ہوتا ہے۔ آج جب ہم بجٹ کی بات کرتے ہیں تو یہ تھوڑا ہی کہتے ہیں کہ 1996 میں سونے کی قیمت یہ تھی اور آج کیا ہے۔

جناب چیئرمین: مشہدی صاحب! آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: یہ سب لوگوں یعنی ۵۵۷ لوگوں کو دیں وہ بے چارے رل رہے ہیں - وہ کل بھی یہاں باہر آ کر کھڑے تھے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ سب کو رقم دی جائے۔

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین! پہلی بات تو یہ ہے کہ شاید سینیٹر صاحب نے توجہ سے میری بات نہیں سنی کہ دس claimants Banking Mohtasib کے پاس گئے تھے۔ یہ جو 557 over all claims ہیں، ان میں سے دس لوگوں نے کورٹ کے ذریعے باقاعدہ ایک order حاصل کیا ہے اور اب اگر عدالت کا اس میں فیصلہ آگیا ہے کہ تیس ہزار روپے کے حساب سے ان کو payment کریں تو اس سے زیادہ payment banking authorities نہیں کر سکیں گی کیونکہ یہاں میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ کچھ لوگ تو یہ بھی چاہتے تھے کہ انہیں پچیس یا چھبیس ، اٹھائیس ہزار روپے پر طے کر دیا جائے۔ اب بینک نے تیس ہزار روپے

قیمت مقرر کی ہے، تیس ہزار روپے کے حساب سے ان ۵۵۷ لوگوں کو payment ہو رہی ہے--- جاری--

Sial/Rauf(Ed.) T02-26Jan2012-01-26 ER1 11.10

خواجہ شیراز محمود (وزیر مملکت برائے خزانہ): ---جاری- اب بنک نے 30 ہزار روپے مقرر کی اور 30 ہزار روپے کے حساب ان 557 لوگوں کو payment ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین: جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں صرف یہ عرض کروں گا کہ سوات کی مٹہ تحصیل میں بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ وہ غریب لوگ ہیں، انہوں نے زیورات دیئے ہیں۔ اگر وہی لوگ نیشنل بنک کے ذریعے لوٹے جائیں، یہ بڑی بری بات ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب! اس کو ذرا دیکھ لیں جو مندوخیل صاحب بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: انہوں نے جو نرخ 30 ہزار کا مقرر کیا ہے یہ تو بہت افسوسناک بات ہے، جب کہ وہ مارکٹ میں 60 ہزار روپے ہے۔

جناب چیئرمین: جی قاری صاحب۔

سینیٹر قاری محمد عبداللہ: جناب! میں نے وزیر صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ ہمارے ہاں بنوں میں پچھلے اتوار کو یہی واقعہ پیش ہوا۔ فوج کی چار گاڑیاں آئیں، وہاں ایک مدرسہ ہے جسے المرکزالاسلامی کہتے ہیں اس میں تقریباً 12 سو طلباء پڑھتے ہیں اور وہ ساڑھے چار سو کنال پر محیط ہے۔ اس مدرسہ میں سماجی کام کے بانی مولانا حسیب علی شاہ ہیں جو ایم این اے رہ چکے ہیں۔ انہوں نے یتیموں کے لیے بہت کام کیا ہے۔ انہوں نے 455 مساجد بنوائیں۔ وہاں پر فوج عصر کی نماز کے وقت پہنچی اور طلبا کو مسجد میں بند کر دیا اور پورے مدرسے کے تالے توڑ کر تلاشی لی اور تلاشی لینے کے بعد ان کو کچھ بھی نہیں ملا۔ اس کے ساتھ ہی درگئی جانی خیل ایک جگہ ہے۔ ہم نے ڈی آئی جی، فیروز شاہ صاحب جو مردان کے رہنے والے ہیں ان سے کہا کہ دیکھو بھئی اگر کوئی گڑ بڑ کرتا ہے تو آپ ہمیں بتائیں، ہم آپ کو وہ آدمی گرفتار کر کے دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: قاری صاحب! سوال کر لیجیے۔

سینیٹر قاری محمد عبداللہ: میرا سوال یہ ہے کہ ہمارے علاقے میں ظلم ہو رہا ہے، ہر اتوار کو کرفیو بھی لگتا ہے اور چھاپے مارے جاتے ہیں، جب کہ اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے، ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ہمیں اس کا جواب چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی وزیر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین صاحب! یہ خزانہ سے متعلق سوال نہیں ہے۔ مندوخیل کے سوال کے جواب میں، میں صرف یہ کہوں گا کہ government definitely نے facilitate کیا ہے۔ جناب! آپ کے علم ہے کہ جب نقصانات ہوتے ہیں تو اس میں ہر کوئی share کرتا ہے لیکن حکومت نے share 100% کیا ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ جو سونا collateral کی صورت میں موجود تھا اس کی قیمت مقرر ہو گئی، وہ بھی بنک نے مقرر کر دی۔ بنک چاہتا تھا کہ کم قیمت پر مقرر ہو لیکن عدالت نے کہا کہ 30 ہزار ہو جائے، بنک 30 ہزار روپے پر payment کرنے کے لیے تیار ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! جو loan write off ہوئے، جو سود کی مد میں حکومت نے معاف کیے ہیں، وہ بھی تو انہی لوگوں کو پیسا معاف کیا ہے جس collateral کے against انہوں نے پیسا لیا تھا۔ پیسا بھی معاف ہو گیا، وہ بھی ان کے گھر چلا گیا، سونے کی مد میں بھی payments ہو رہی ہیں تو میرے خیال میں اس میں قطعاً کوئی زیادتی نہیں ہے بلکہ ہم یہ ensure کر رہے ہیں کہ bank authorities جتنا جلدی ممکن ہو ان 557 لوگوں کو پیسے دے دے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Next question. It is in the name of Ismail Buledi, is he present. He is not present. Yes, Adnan Sahib please read out the question. Adnan Sahib, it is not your seat. Please go to your own seat so that you can properly put the question.

Q. No.95.

Mr. Chairman: Any supplementary? No supplementary. Next question, Senator Colonel (Retd.) Tahir Hussain Mashhadi.

Q.No.96.

Mr. Chairman: Any supplementary question?

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, the question I had asked the honourable Minister was 'the steps taken for poverty alleviation'. The reply given is, the help given under the Benazir Income Programeme.

وہ تو ہم سب appreciate کرتے ہیں کہ جن کے پاس گھر میں کچھ بھی نہ ہو ان کے لیے ایک ہزار روپے ہے۔ لیکن poverty alleviation is not کہ کسی کو جا کر ہزار روپے دے دیے جائیں۔ ہم تو یہ پوچھ رہے ہیں کہ جو poverty line ہے آپ اس کو اوپر کیسے لے جائیں گے اور poverty کو کیسے ختم کریں گے۔

What are the proposals? What is your vision? What are your plans to bring up standard of living of the Pakistanis? Will the honourable Minister kindly let me know what vision he has, what plan he has, what agenda he has to bring in poverty alleviation but not through the Benazir Income Support Programme? We appreciate that and that is good system which is a step forward towards the alleviation of poverty and it does help a bit little but it is not going to raise the poverty alleviation in Pakistan.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Minister Sahib please.

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین! انہوں نے پوچھا کہ میرا vision کیا ہے، اگر میں اپنا vision بتانے کے لیے کھڑا ہو جاؤں تو پھر ظاہر ہے مجھے اس کے لیے ایک گھنٹہ چاہیے ہو گا۔ اس کا مختصر جواب میں اس طرح پیش کر سکتا ہوں کہ گورنمنٹ کی جو performance ہوتی ہے، اس میں بہت سارے issues ہوتے ہیں، وہ address کرنے ہوتے ہیں، اس بارے میں ہمیں یہاں جواب in written form دینا ہوتا ہے۔ جناب! جو کچھ حکومت لوگوں کو معیار زندگی بہتر کرنے کے لیے یا غربت کو ختم کرنے کے لیے کر رہی ہے تو آپ یہ بتا دیں کہ اس حکومت سے پہلے کسی نے اس طرح کا کوئی programme launch کیا تھا کہ جس کے اندر تقریباً 65 ارب روپیا اس سال بھی ان لوگوں کے لیے جو غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں اور بڑے prompt اور صحیح انداز کے ساتھ سروے کر کے آپ ان کے گھروں تک پیسے پہنچا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ fiscal responsibility and debt limitation Act کے تحت گورنمنٹ خود پابند ہے کہ وہ almost 4.5% of GDP ایسے spend کرے گی جس سے غریب لوگوں کے لیے وہ activities generate

ہوں جس سے ان کو فائدہ پہنچے۔ یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہے۔ Infrastructure improve ہوتا ہے، کہیں پر سڑکیں بنتی ہیں، water supply system آتا ہے۔ کہیں آپ گیس سپلائی لے کر جاتے ہیں، لوگوں کو کاروبار کے مواقع ملتے ہیں، مزدوری بھی نکلتی ہے۔ یہ تمام efforts ایک دوسرے کے ساتھ linked up ہوتی ہے۔ یہ ایک چیز نہیں ہوتی جس کو آپ pinpoint کر کے کہیں کہ اس سے بہتری آئے گی اور اس سے بہتری نہیں آئے گی۔ یہ ایک collective effort ہے اور حکومت اپنے محدود وسائل کے اندر رہتے جو کچھ بھی اس ملک کے عوام اور غریبوں کے لیے کر سکتی ہے وہ کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ poverty elimination کے لیے بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت ایک ہزار روپیا دے رہے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ poverty صرف پیپلز پارٹی کے یا حکمران اتحاد کے ممبران کے علاقوں میں ہی نہیں ہے بلکہ یہ سارے ملک میں پائی جاتی ہے۔ اگر آپ بین الاقوامی سطح پر دیکھیں تو کتنے لوگ below poverty line زندگی بسر کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کریں۔ .This is not a motion which we are going to discuss

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب! میرا سوال یہ ہے کہ poverty تو سارے ملک میں پائی جاتی ہے لیکن یہ اپنے حلقے کے کچھ لوگوں کو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت ایک ہزار روپیا دے رہے ہیں، جن لوگوں کو یہ مدد نہیں مل رہی ان کی poverty elimination کے لیے یہ کیا کر رہے ہیں؟

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین! پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی پیپلز پارٹی کے حلقے کے اندر یہ facility نہیں جاتی بلکہ یہ پاکستان میں تمام حلقوں کے اندر جاتی ہے۔ اگر ہم constituency wise بات کریں تو تمام segments کو اس میں address کیا گیا ہے۔ اس کا باقاعدہ آزادانہ طور پر ایک poverty سروے کروایا گیا اور اس سروے میں ملک کے تمام علاقوں سے وہ لوگ جو سمجھے گئے کہ وہ مستحق ہیں اور ان تک یہ امداد پہنچنی چاہیے، ان کے نام لکھے گئے۔ وہ یقیناً میرے voters بھی ہو سکتے ہیں، جناب چیئرمین! وہ آپ کے بھی ہو سکتے ہیں، چٹھہ صاحب کا جو ضلع شیخوپورہ ہے اس سے بھی یہ ہو سکتے ہیں، وہ کسی بھی جگہ سے ہو سکتے ہیں۔ اس میں یہ تخصیص نہیں ہے کہ وہ کسی خاص حلقے سے belong کرتے ہوں ان لوگوں تک یہ امداد پہنچ رہی ہے اور میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ میں critic تو ہو

سکتا ہوں، مجھے بھی اختلاف ہو سکتا ہے لیکن یقین جانیں اس سے بہتر پروگرام آج تک اس ملک کی ہسٹری میں launch نہیں ہوا ہے اور جس طرح اس کو بہتر انداز سے آگے لے جانے کی کوششیں ہو رہی ہیں-----

آگے ٹی ۳--

T03−26JAN2012 FAZAL\Javaid 11:20 UR7

خواجہ شیراز محمود جاری ہے----- اور جس طرح اس کو بہتر انداز سے آگے لے کر جانے کی کوششیں ہو رہی ہیں تو اسے ہم سب کو support کرنا چاہیے۔ الٹا ان کو اتنا strengthen کریں کہ یہ ایک presentable programme بن جائے اور بے شک آپ انگلی بھی اٹھائیں اور سینیٹ کی کسی کمیٹی کے اندر اس پروگرام کے چیئرپرسن کو بھی بلا لیں، ان سے بھی بیٹھ کر بات کر لیں but یہ پروگرام جاری رہنا چاہیے اور یہ غلط تاثر ہے کہ خاص حلقوں تک محدود ہے۔ پورے پاکستان میں یہ کام کر رہا ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. S.M. Zafar Sahib,

آپ کا question ہے۔

Senator S.M. Zafar: Thank you Mr. Chairman, in support of the supplementary that has been asked by Mr. Tahir Mashhadi, Benazir Income Support Programme and other programmes that have been mentioned here, I am reminded of Chinese story or statement that if you give a fish to somebody, he can eat the meal for the day but if you teach him how to go for fishing, you give him a living.

ہم جو سوال پوچھ رہے تھے وہ یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو زندگی گزارنے کے لئے کیا مواقع فراہم کیے جس کی وجہ سے poverty دور ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے کیا کیا ہے؟ ہمیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ ہم انہیں مزید بھکاری بنا رہے ہیں، ان کو نئی چیز نہیں سکھا رہے ہیں۔ ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا نہیں سکھا رہے ہیں جبکہ ہمارے مشرقی پاکستان جو اب بنگلہ دیش بن گیا ہے وہاں پر مائیکرو فنانس کے ذریعے نہ صرف لوگوں کی زندگیاں تبدیل ہو گئی ہیں بلکہ ان کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا بھی سکھا دیا گیا ہے۔ ہم بجائے لوگوں کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونا سکھائیں۔ شاید ان کو ہم پھر بھکاری بناتے چلے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر ایس ایم ظفر: سوال یہ پوچھا جا رہا ہے کہ آپ نے اس کو poverty alleviate میں کیسے شامل کر دیا؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین صاحب! highest regards ہیں میرے ہمیشہ سے ایس ایم ظفر صاحب کے لئے، ہمارے وہ سینیئر بھی ہیں ہم نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ جناب! میں یہ request کروں گا کہ انہوں نے بالکل ٹھیک فرمایا کہ اس طرح تو آپ پوری قوم کو بھکاری بنا دیں گے۔ ایسا نہیں ہے۔ اس پروگرام کے اندر بھی وسیلہ حق، وسیلہ روزگار اور وسیلہ صحت، اس طرح کی بھی سکیمیں launch کی گئی ہیں۔ اس میں vocational training کا بھی انہوں نے ایک chapter رکھا ہے۔ اس کے لئے بھی ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ وہ اس سال fresh programme کے طور پر آگے لے کر جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ملک کے اندر یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں۔ اس ملک کے اندر vocational training institute اس پروگرام کے تحت نہیں otherwise کام کر رہے ہیں۔ بہت سے ایسے ادارے کام کر رہے ہیں جو اس ملک کے اندر ان تمام activities کو promote کرتے ہیں، ان trainings کو جہاں پر ضرورت ہوتی ہے وہ سوسائٹی کے اندر بہتر انداز سے کرواتے ہیں۔ انجینیئرز بن رہے ہیں اور ڈاکٹرز بن رہے ہیں، پیرا میڈیکل کے ادارے کام کر رہے ہیں۔ تو یہاں پر یہ نہیں ہے کہ یہ صرف Benazir Income Support Programme کے تحت پورا ملک چلنا ہے۔ ملک کے ادارے اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ Provinces کے اندر بڑی بڑی authorities قائم ہوئی ہیں جو مختلف trainings دیتے ہیں لوگوں کو روزگار حاصل کرنے کے لئے۔ جناب چیئرمین صاحب! یہاں پر بھی خوشحالی بینک کی صورت میں ایک بہت ہی اچھا بینک آپ کے ہاں بھی کام کر رہا ہے۔ جو بہت چھوٹے پیمانے پر لوگوں کو قرضے دیتا ہے، ان کی monitoring کرتا ہے، ان کی زندگیوں کو بہتر بنانے کے لئے انہیں facilitate کرتا ہے۔ تو یہاں پر بھی ادارے کام کر رہے ہیں۔ Agriculture Development Bank کام کر رہا ہے جو چھوٹے farmers کو loan دیتا ہے۔

جناب چیئرمین: SME بینک ایک start ہوا تھا۔ وہ اب بھی ہے؟

خواجہ شیراز محمود: SME بینک بھی موجود ہے۔ وہ بھی اپنا کام کر رہا ہے۔ جناب! اس ملک کے بھی مختلف ادارے کام کر رہے ہیں اور وہ facilitate کر رہے ہیں مختلف segments of society کو۔ ایسی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: SME بینک پر آپ تھوڑا سا توجہ دیں۔ جیساکہ بنگلہ دیش میں ہے people can take advantage of this.

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین! آپ بالکل ٹھیک فرمارہے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں جو بات کر رہا ہوں۔ اس بنگلہ دیش والے کو دیکھ کر یہ غریب لوگوں کے لئے بھی لے کر آئیں۔ اس بینک کو ذرا آگے لے کر چلیں۔ Next question, حاجی عدیل صاحب کے دو questions, 97,98 ہیں۔ Cabinet Division کے reply نہیں آئے۔ پیرزادہ صاحب! حاجی صاحب بھی موجود نہیں ہیں اور replies بھی نہیں آئے ہیں۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: جی، جو ہمیں brief کرنے آتے ہیں وہ in fact یہ ساتھ نہیں لاتے ورنہ میں ان سے پوچھ لیتا کہ یہ answers کیوں نہیں آئے ہیں۔ لابی میں افسران بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ان کو ہم next rota day کے لئے defer کر دیتے ہیں تاکہ ان کے جوابات آجائیں۔ Next question Ismail Buledi sahib موجود نہیں ہے۔ عدنان صاحب! question number پڑھ لیجیے۔ منسٹر صاحب بھی موجود ہیں اور جواب بھی آیا ہوا ہے۔

[Q. No. 99]

Mr. Chairman: Any supplementary question? No supplementary. Next question, S.M. Zafar *sahib*, please.

[Q. No. 100]

Mr. Chairman: Any supplementary question?

Senator S.M. Zafar: Yes sir, I will certainly like to ask this question that while all other countries are paying attention to agriculture and they are giving loans free of interest. Why is Pakistan increasing the rate of interest for agricultural loan?

Mr. Chairman: Minister *sahib*, please answer the question.

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین! Agriculture Development Bank کو اب ZTBL کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ ZTBL میں اس وقت بھی یہ جو سوال کے جواب میں آپ کے سامنے لکھا ہوا ہے کہ وہ آج بھی باقی کمرشل بینکوں سے کم rate of interest کے اوپر farmers کو پیسے دیتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ECC میں ابھی ایک decision ہوا تھا کہ جس میں ZTBL کو کہا گیا تھا کہ وہ جو overall disbursement ہے اس میں enhancement پیدا کرنے کے لئے وہ کمرشل بینکوں کی طرح activity کرے۔ اس activity کے تحت انہوں نے اس میں lending rate اپنے بڑھائے ہیں لیکن وہ بھی ابھی تک انہوں نے 10% تک مقرر کیا ہے۔ وہ کمرشل بینکوں سے انتہائی کم ہیں۔ جو Commercial Banking activities ہیں وہ 16% تا 19% تک ہے اس سے آج بھی ZTBL والے آدھے rate کے اوپر وہ offer کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ قاری عبداللہ صاحب۔

سینیٹر قاری محمد عبداللہ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ وزیر صاحب سے میرا یہ سوال ہے کہ بے نظیر صاحبہ کے نام پر جو یہ فارم تقسیم کئے جاتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بڑی اچھی سکیم ہے۔ایک بات اس میں رہ گئی ہے۔ ڈاکخانے سے ایک دفعہ ایک آدمی کو پیسے ملے ہیں، اس کے بعد رشوت لے کر وہ ڈاکخانے والے پیسے دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: قاری صاحب! یہ سوال جوآپ کریں گے supplementary with regard to Zarai Taraqiati Bank کے اوپر ہے۔ اس پر آپ supplementary کیجیئے۔

سینیٹر قاری محمد عبداللہ: ڈاکخانے کے ذریعے لوگوں کو صرف ایک دفعہ پانچ ہزار روپے ملے ہیں۔ اس کے بعد ڈاکخانے والے ان سے رشوت مانگتے ہیں۔ کافی لوگ اس سے محروم ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، عبدالحسیب صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! معزز وزیر صاحب سے میرا سوال یہ ہے کہ Agriculture Bank کیا فنانس کرتا ہے for the development of the agriculture کیونکہ باقی تمام ممالک میں فصلوں کی پیداوار میں تقریباً 8 گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ کیا Agriculture Bank ایسے کوئی loan pay کرتی ہے جس کے ذریعے ہم زرعی ترقی کر سکیں۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود: میں ویسے سمجھ نہیں سکا۔

جناب چیئرمین: آپ ذرا سوال دوبارہ پوچھ لیں۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب چیئرمین! میرا سوال یہ ہے کہ کیا Agriculture Development Bank finance کرتی ہے R and D کے حوالے سے، اس لئے کہ اگر Agriculture Bank صرف قرضے دے رہا ہے لیکن اسی زمین سے اگر yield لی جا سکتی ہے دگنی، تگنی، چار گنی اور 8 گنی۔ انڈیا اور چین نے اپنی yield کو بڑھا دیا اور اسے 8 گنا کر دیا ہے۔ ہماری فیصل آباد میں یونیورسٹی ہے، کیا اس کو آپ کوئی finance کرتے ہیں۔ کیا آپ مجھے as an individual loan دیں گے تا کہ میں بھی اپنی فصلوں کی پیداوار بڑھا دوں۔

جناب چیئرمین: ان کا سوال ہے increase in yield. جی، منسٹر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین صاحب! میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ Agriculture Development Bank جو ہے وہ Educational Institutions کو funding نہیں کرتا۔ جو Agriculture University Faisalabad ہے یا دیگر ایسے ادارے ہیں جہاں پر research کا کام کرتے ہیں جس میں بہتر seeds کو promote کیا جاتا ہے یا نیا seed مارکیٹ میں لایا جاتا ہے جس سے آپ کی فی ایکڑ yield بڑھ سکے۔ As such Institutions کو funding نہیں کرتا یہ small farmers کا mandate ہے اور farmers کو ہی پیسہ دیتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، بزنجو صاحب۔

(آگے ٹی 04 پر جاری ہے)

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! میرا سپلیمنٹری سوال ذرا مختلف ہے کہ بنیادی طور پر پچھلے کوئی دس پندرہ سال سے بلوچستان میں Agriculture Bank کی جو پالیسی ہے وہ یہ ہے کہ ہم آپ کو اس وقت loan دیں گے

جب ہم یہاں سے recovery کریں گے۔ اگر recovery نہیں ہوتی ہے تو ہم آپ کو loan نہیں دیں گے تو وہاں پر lending کئی عرصے سے بند ہے جب ہم ان سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ جب recovery نہیں ہو رہی ہے تو ہم آپ کو پیسے کیسے دیں گے تو مہربانی کر کے اس کو ذرا دیکھیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود(وزیر مملکت برائے خزانہ): جناب چیئرمین صاحب! بزنجو صاحب نے بالکل ٹھیک فرمایا ہے یہ بالکل اسی طرح ہے کہ Agricultural Development Bank یا ZTBL جو بھی ہے، جب 8% to 9% پر آپ قرضہ دیں گے اور اسٹیٹ بنک سے جا کر وہی پیسے آپ لیں گے KIBOR یا 14% کے اوپر یا 16% کے اوپر financial institutions پیسے لے کر 8% پر دیں گے تو پھر آپ بنک تو نہیں چلا سکتے تو ZTBL آج سے بیس سال پہلے سٹیٹ بنک نے ان کو پیسہ دے دیا اسی پیسے کو وہ اب تک circulate کر کے ایک farmer کو دیتے ہیں اور پھر اس سے recovery کرتے ہیں اور اس سے profit بھی کماتے ہیں اور اس profit کو اسی میں شامل کر دیتے ہیں اور اس سے اپنا ایک setup maintain کیے ہوئے ہیں جو وہ farmers کو پیسے دیتے ہیں تو اسی چیز کو بہتر بنانے کے لیے ECC میں ابھی latest decision ہوا ہے کہ آپ Commercial Banking activity start کریں اور اسی طرح لوگوں کو loaning دیں اسی interest rate کے اوپر، جس طرح باقی banks جو ہیں وہ agriculture loaning بھی کرتے ہیں اور باقی loaning بھی کرتے ہیں جو ان کے loanees ہوتے ہیں تو اسی کو سامنے رکھ کر اس وقت honourable Chairman 700 ارب روپے کی market کے اندر requirement ہے agriculture sector کے اندر، جبکہ ZTBL صرف 70 ارب روپے دے رہا ہے باقی over all agriculture sector کو ملنے والی loaning بھی 250 billion کی ہے جو باقی بچتے ہیں میں ہاؤس کے سامنے اسٹیٹ بنک کے figures quote کر رہا ہوں باقی پیسے جو loaning بچتی ہے وہ پھر آڑھتی کے پاس جاتے ہیں مختلف لوگوں کے پاس جاتے ہیں جب گندم کے season میں ابھی فصل بوئی ہوتی ہے اور اس کا سودا کر دیتے ہیں کہ جناب اس ریٹ پر میں تمہیں دوں گا آج ہی مجھے پیسے چاہییں تو اگر ہم اس سارے setup کو address کرنا چاہتے ہیں تو

ہمیں کچھ reforms کرنے پڑیں گے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے وہ ٹھیک فرمارہے ہیں کہ اسی پیسے کو circulate کریں جس کی وجہ سے ہم ان کی requirement پوری نہیں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: مہربانی۔ چیئرمین صاحب ! منسٹر صاحب کی almost confession ہے کہ agriculture کا آپ کی پالیسی کی وجہ سے بیڑہ غرق سے ہو رہا ہے کیونکہ یہ سٹیٹ بنک کا Act پڑھیں تو ان کو پتا چلے گا کہ یہ housing and agriculture preferential area ہے اور اس میں we don't have to compete with the rate. کیا ہے یا کیا نہیں ہے۔وہ بھی ایک discussion طلب چیز ہے کہ ساری دنیا میں interest rate 0 to 2% or 3% پچھلے پانچ سال میں ہے اور we are talking of 19%, that is why we are having this boomed economy. ان کو کہیں کہ خدا کے لیے یہ پالیسی ٹھیک کریں۔ یہ 25 ارب روپے تو فیڈرل گورنمنٹ نے دینا ہے۔ یہ فوری طور پر واپس کریں تا کہ 77 ارب کے ساتھ جب 25 ارب اور add ہوگا تو you can imagine that it is like one third boost, that is number one.

نمبر ۲۔ یہ اپنے آپ کو assert کریں State Bank laws کے مطابق agriculture کو preference دیں۔This is our real sector. اگر یہ نہیں ہوگا تو جو تباہی آپ دیکھ رہے ہیں اس سے زیادہ تباہی ہو گی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود: اسحاق ڈار صاحب نے جو بات کی میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ بیڑہ غرق بالکل نہیں ہے اگر بیڑہ غرق ہوتا تو گیارہ ارب روپے کا ZTBL profit نہ کرتا۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ میری بات سمجھے نہیں ہیں۔

خواجہ شیراز محمود: جناب آپ میری سن لیں، میں سمجھ چکا ہوں میں اسی کا جواب دینے لگا ہوں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ادھر write off جو ہے وہ بڑے بڑے لوگوں کے ہیں جو اربوں کے ہیں اور غریب آدمی وہ پیسے واپس کرتے ہیں۔

خواجہ شیراز محمود: میں عرض کر رہا ہوں میری عرض سن لیں۔ گزارش یہ ہے کہ گیارہ ارب روپے کا پرافٹ تین سالوں میں بنک نے کمایا ہے۔ اب اگر ECC میں، میں نہیں بیٹھا ہوا۔ جناب ECC میں تمام صوبے بھی بیٹھتے ہیں۔ ڈار صاحب کا پنجاب گورنمنٹ سے تعلق ہے---

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میرا پاکستان سے تعلق ہے۔

خواجہ شیراز محمود: انہوں نے اس میں ایک decision کیا ہے--

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آپ بیڑہ غرق کر رہے ہیں--

خواجہ شیراز محمود: کہ ایک general commercial activity کر لیں تو اگر یہ ECC decision کا ہے میں یہاں پر کھڑے ہو کر Question Hour میں challenge نہیں کر سکتا وہ ECC کا decision ہے وہ ایک sovereign forum ہے---

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: وہ 25 ارب روپے واپس کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے ہیں--

جناب چیئرمین: ڈار صاحب ان کو جواب تو دینے دیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جواب نہیں دے رہے ہیں۔ 25 ارب روپے واپس کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے ہیں۔ جناب، 25 ارب روپے لوگوں کے پاس جائے گا---

جناب چیئرمین: ڈار صاحب ذرا آرام سے، آرام سے جواب دیتے ہیں لیکن منسٹر صاحب---

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں نے سن لیا ہے مجھے پتا ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔

خواجہ شیراز محمود: ڈار صاحب ناراض ہو گئے ہیں میں نے ان سے کوئی ناراضگی والی بات نہیں کی ہے اگر وہ خوامخواہ جذبات میں آ گئے ہیں۔ یہ تو بنک کے معاملات ہیں یہ تو چل رہے ہیں۔ Profit بھی بنا رہے ہیں اور میں عرض کروں گا کہ آپ کے دور میں یہ بنک تو bankrupt ہوا تھا اس نے پیسے نہیں بنائے ہیں اس کی بڑی بری condition تھی ان چار سالوں کے اندر اس بنک نے پیسے بھی بنائے ہیں اور بہتر perform بھی کر رہا ہے۔ جس 25 ارب روپے کی آپ بات کر رہے ہیں وہ differential ہے وہ اسی کا differential ہے honourable Chairman sahib, جو ماضی میں بھی pay ہوتا رہا ہے

میں عرض کرتا ہوں کہ %8 سے کرتے ہیں اور%14جو bank claim کرتا ہے Finance سے ، اور اس %6 کا جو ان کا cost of doing business ہے وہFinance سے وصول کرتا ہے تو وہ بھی دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، چٹھہ صاحب آپ کا سوال۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جیسا کہ آپ بھی جانتے ہیں یہ معزز ایوان بھی جانتا ہے کہ اس موجودہ صورت حال میں ملک میں بجلی نہیں ہے، گیس نہیں ہے ، بیروز گاری ہے ، رشوت ہے ، بہت سارے بحرانوں سے ملک گھیرا ہوا ہے تو اس صورت حال میں، مشکل حالات میں اگر صرف ایک واحد ملک کو کچھ سہارا دیا ہوا ہے تو وہ زراعت ہے سب کے لیے گندم ، چاول وغیرہ وغیرہ آجاتا ہے لیکن اس کو بھی آپ دیکھیں کہ ایگری کلچر میں جتنے بھی inputs ہیں یا ٹریکٹر ہے یا fertilizer ہے جو کچھ بھی ہے وہ سارے کا سارا دن بدن مہنگا ہو رہا ہے اور ٹریکٹر ، ٹیوب ویل کے لیے انٹر نیشنل لیول پر ڈیزل بھی خرید رہے ہیں اور بجلی کی قیمیتوں بھی ادا کر رہے ہیں اور جس نے ملک کو سہارا دیا ہوا ہے سارے ادارے صعنت کے فیل ہو گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ واحد ادارہ ہے جو سہارا دیئے ہوئے ہے اس کے لیے انہیں چاہیے کہ کچھ بہتری کے لیے سوچیں تا کہ ملک زندہ رہ سکے تو اس میں میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ یہ سود یا mark up rate بڑھانے کی بجائے decrease کرتے لیکن یہ اس کو بھی بڑھا رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک دشمنی ہے پاکستان کی عوام کو کوئی امداد دی جاتی تو مہربانی کر کے فوری طور پر اس کو کم کر سکتے ہیں تو ضرور کم کریں تا کہ ملک زندہ رہ سکے اور لوگ کم از کم اپنا پیٹ پال سکیں اور پیٹ بھر سکیں تو ایسا کوئی اقدام کرنے کے لیے زیر غور ہے کہ اس کو نہ بڑھایا جائے اور باقی چیزوں کی قیمتیں بھی کم کی جائیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا موقف آگیا ہے۔ جی منسٹر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود: جناب جو کچھ کرنا ہو گا اس پر کریں گے۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question, S. M. Zafar sahib.

یہ کیبنٹ کا جواب نہیں آیا ہے۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: معلوم نہیں ہے کہ کتنی دفعہ جواب نہیں آیا ہے کل سے ہم سن رہے ہیں کہ reply نہیں آتا and look at the importance of the question, a huge amount have been given in the Stock Market to companies which are favourite.

جناب چیئرمین: پھر بیگم نجمہ حمید صاحبہ کا بھی سوال ہے وہ بھی تو موجود نہیں ہیں اس کا بھی جواب نہیں آیا ہے۔ یہ CDA کا ہے۔ ذرا ان دو سوال کا پیرزادہ صاحب دیکھیں یہ دونوں questions کو defer for next rota day کرتے ہیں۔ طلحہ محمود صاحب موجود ہیں، موجود نہیں ہیں۔ عدنان صاحب ان کا سوال پڑھ لیجئے۔

Q.No.103

Mr. Chairman: Any supplementary question? No supplementary. Next question, Hafiz Rashid Ahmed sahib.

اس کا بھی جواب نہیں آیا ہے۔ حافظ صاحب موجود ہیں۔ جو ممبر موجود ہیں اس کا جواب نہیں ہے۔ جو ممبر موجود نہیں ہے اس کا جواب ہے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین صاحب! اس کے حوالے سے میں ایک بات عرض کروں گا اگر آپ اجازت دیں۔

جناب چیئرمین: جی،

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین صاحب! رات کو میں نے TV پر اس کا جواب سنا ہے۔

جناب چیئرمین: TV پر آپ نے اس کا جواب سن لیا ہے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: پتا نہیں ہے کہ کتنے ارب روپے کا اس میں گھپلا ہو گیا ہے اور TV پر اس کی پٹی چل رہی تھی اور breaking news بھی آرہی تھی کہ روشنی کے نام پر اندھیرا، کہ کتنے ارب روپے اس پر خراب ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کو defer کرتے ہیں تاکہ next rota day پر آجائے۔ جی میاں صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب میرا یہ سوال ہے کہ TV پر جو breaking news آرہی تھی اسی چیز کے حوالے سے، تو وہ کیا چیز ہے اس کے متعلق ہمیں یہ بتائیں۔

جناب چیئرمین: جی، میاں رضا ربانی صاحب۔

آگے---یو---۵--

T05−26JAN2012 FAHEEM/ ED Zafar Iqbal 11:40 P.M. ER12

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, if you permit me because the Rules say that a question of Privilege can be raised at any time. What we are witnessing since yesterday is taking Parliament, particularly this House, for the ride. At times the Ministers are not present. When the Ministers are present then the replies are not there. So, therefore, if you permit me, I would like to move a Privilege Motion against all those Federal Secretaries, whose replies have not been received by this House and I would request you that that Privilege Motion be referred to the Committee on Rules and Privileges. Let them come there and let them answer. This is no way. Yesterday, out of 11 questions 08 were without replies. Today also you are seeing that every second question you have to skip over because the reply is not there. So, I think, enough is enough, if you give me the permission, it is permissible under the rules……

Mr. Chairman: First you prepare a draft of Privilege Motion, let us have a look at it. Let it come before me.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I will move the Privilege Motion verbally against all those Secretaries whose replies have not been received.

جناب چیئرمین: آپ اس میں نام تو لیں گے ناں، ورنہ تو وہ vague ہو جائے گی۔ کم از کم department کا نام تو لیجیئے تاکہ وہ ذرا specific ہو جائے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! اس میں Commerce بھی ہے، Cabinet بھی ہے، Finance بھی ہے۔

Mr. Chairman: OK. Let the Question Hour be over. Questions be finished and then you specifically let me know.

Senator Mian Raza Rabbani: Right sir.

Mr. Chairman: Now, we come to next question.

حافظ رشید صاحب، next question پوچھ لیجیئے، اس کا جواب ہے۔

Q.No.105

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Hafiz Rashid sahib.

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! اس جواب میں بہت سی باتیں جواب طلب ہیں لیکن ایک دو باتیں میں آپ کے سامنے عرض کر دیتا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ Park Enclave کے حوالے سے ہے۔ Park Enclave کے ساتھ Bahria Town نے بھی ایک Scheme Launch کی ہے اور روزانہ ٹی وی اور اخبارات میں اشتہار آتے ہیں کہ پارک انکلیو سے نزدیک، اس سے آدھی قیمت پر، اس میں یہ سہولیات ہیں، یہ آپ کو دو سال کے بعد ملے گا، یہ فوری طور پر تیار ہے۔ جناب والا! سی ڈی اے کا قانون یہ ہے اور میں نے باقاعدہ طور پر پڑھا ہے، قانون یہ ہے کہ سی ڈی اے کے سیکٹر کے ساتھ اور کوئی پرائیویٹ سیکٹر نہیں بن سکتا۔ اخبارات پر، ٹی وی پر روزانہ اشتہارات چل رہے ہیں بلکہ پی آئی اے کی سکرینوں پر یہ اشتہارات چل رہے ہیں۔ یہ تضاد کیوں ہے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود: جناب والا! اگر کوئی چیز ریکارڈ پر آجائے تو میں تو اچھے بچے والے وزیروں میں سے ہوں جو اپنے دفتر بھی بیٹھتا ہے اور کام بھی دیکھتا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں ماشاء اللہ you are present on every rota day and you give answers but few of the questions……

جناب ریاض حسین پیرزادہ (وفاقی وزیر برائے پیشہ ورانہ تعلیم و تکنیکی تربیت): ابھی جو سوال حافظ صاحب نے کیا، وہی میں نے سی ڈی اے والوں سے کیا تھا کہ بحریہ والے کیوں بار بار اس پر زور دیتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ سکیم اس سے چھ کلومیٹر دور ہے۔ اس سکیم سے اس کو کوئی راستہ نہیں دیا جائے گا اور نہ ہم دے رہے ہیں۔ انہوں نے launch کر دی کیونکہ یہ جو سکیم ہے یہ بہت اچھی جگہ پر ہے، main road پر ہے اور یہ ایک ایسی scheme ہے جہاں پر چار دیواری ہو گی، جس میں تمام facilities دی جائیں گی اور اس کا time within two years کا دیا ہے۔ تقریباً تمام plots کے پیسے بھی آ گئے ہیں اور ان پر کام بھی ہو رہا ہے۔ جو انہوں نے کہا ہے

بحریہ ٹاؤن کے بارے میں تو میں عرض کروں کہ بحریہ ٹاؤن اس سے کہیں دور ہے اور اس کا Park Enclave سے کوئی match نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وزیر صاحب جواب دے رہے ہیں، آپ بیٹھ جائیے۔ I will not allow you, please sit down. You are violating the rules, Hafiz Rashid sahib. میں آپ کو ایک منٹ بھی نہیں دوں گا۔ وزیر صاحب آپ اپنا جواب دیجیئے۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: اس کا فاصلہ کافی زیادہ ہے۔ اس scheme کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ بیشک خود propaganda کرتے رہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ Park Enclave کے مقابلے میں Bahria Enclave بہت دور ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ کوئی اور ضمنی سوال ہے؟ جی بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: شکریہ جناب چیئرمین! حافظ صاحب نے جو بات کی ہے کہ اس کے پیسے بھی وصول کر لیے گئے ہیں لیکن کام ابھی تک کچھ نہیں ہوا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بحریہ والے ساٹھ لاکھ میں ایک کنال دے رہے ہیں اور یہ لوگ ایک کروڑ روپے میں دے رہے ہیں۔ چھ میل دور ہے، دو میل دور ہے یا ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اس کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور الاٹیوں کو پلاٹ دے دیے ہیں جبکہ یہاں پر کچھ کام شروع ہی نہیں ہوا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ ایک میٹنگ میں ہم نے ان سے بات بھی کی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہے اور رات کو ٹی وی میں چل رہا تھا کہ آٹھ ارب روپے کی مالیت سے lights change کر رہے ہیں، یہ کیوں کر رہے ہیں؟ اگر پیسے نہیں ہیں تو کیوں اتنا خرچ کر رہے ہیں۔ CDA total طور پر fail ہے، یہ کچھ نہیں کر سکتے۔ بھئی اگر پیسے وصول کیے ہیں تو اسی project پر لگائیں لیکن پیسے تو اور جگہ لگ گئے ہیں۔ مہربانی کرکے اس کو control کریں۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: جناب والا! 613 citizens نے درخواستیں دی تھیں جبکہ 700 plot کے قریب تھے۔ ان تمام کے پیسے CDA نے وصول کر لیے ہیں اور وہاں پر کام تیزی سے ہو رہا ہے اور اگر یہ نیا سوال دے دیں کہ کس کس کو plot allot ہوا ہے تو وہ list بھی فراہم کر دیں گے۔ چونکہ سوال میں یہ چیز شامل نہیں تھی اس لیے یہ detail نہیں دی گئی۔ اس سوال میں انہوں

نے صرف یہ پوچھا تھا کہ کتنے لوگوں کو plot ملے ہیں اور کتنا پیسا وصول کر لیا گیا ہے۔ جہاں تک LED lights کا تعلق ہے اس کا اس Park Enclave سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے تو over all change کرنی ہیں اور اس کے لیے کسی اور مد سے پیسا لگا یا جائے گا۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: وہاں پر کوئی کام شروع نہیں ہوا ہے۔ اگر یقین نہیں آتا تو کسی بھی شخص کو وزیر صاحب وہاں پر بھیج کر check کر لیں اور پتا کر لیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ خود لکھتے ہیں کہ ابھی تک tendering نہیں ہوئی ہے۔ جب کام شروع ہی نہیں ہوا ہے تو اس میں تیزی کدھر سے آئے گی۔ وہاں پر کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ بس CDA والے غلط report دیتے ہیں۔ وزیر صاحب مہربانی کر کے اس کو confirm کریں، اس کو دیکھیں اور پھر جواب دیں۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: جناب والا! جو information آئی ہے، اس میں NESPAK والے ہیں جو ہماری اپنی firm ہے، وہ incharge ہے اور prequalification کے لیے چار کمپنیوں نے bid دی تھی اور یہ ایسی scheme ہے جس میں نقشے وہ خود دیں گے اور اس میں bid بھی دیں گے کہ پانچ سو گز کے ایک پلاٹ پر کس قسم کا مکان ہو گا، اس میں 08 approved نقشے ہوں گے۔ اس سے مختلف اگر آپ بنوانا چاہیں گے تو اس کے لیے آپ علیحدہ فیس دیں گے لیکن جن چار کمپنیوں نے اس میں bid دی ہے ان میں Habib Rafiq, SKB (Pvt) Limited, Maxens and ECOWEST International شامل ہیں۔ ان کے tender ابھی کھلنے ہیں اور جو ان میں بہتر ہو گا اس کا فیصلہ ایک کمیٹی کرے گی جس میں، Secretary Cabinet, NESPAK, Chairman CDA ہیں، یہ سب بیٹھ کر ان bids کو vet کریں گے۔ فی الحال کری روڈ اور نئی پارک لین روڈ کی alignment ہو چکی ہے۔ وہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک کام شروع نہیں ہوا لیکن جیسے ہی یہ bids کھلیں گی اس کے بعد جس firm کو یہ allocate ہو جائے گا وہ firm اس پر تیزی سے کام شروع کر دے گی۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question.

Q.No.106

Mr. Chairman: Any supplementary question? No supplementary. Next Question.

Q.No.22

Mr. Chairman: Any supplementary question? No supplementary question. Next question. Next question is 107.

So, it is deferred. Next question Mrs. Kulsum Parveen. اس کا جواب نہیں آیا ہے۔

Q.No.108

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes, Chattha sahib.

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: سوال یہ ہے کہ Federal Directorate of Education نے daily wages کی بنیاد پر کچھ Junior Lady Teachers کی تقرری کی ہے اور ان کی ملازمتوں کو regularize کرنے کے لیے منظوری دی ہے لیکن Junior Lady Teachers جنہوں نے daily wages کی بنیاد پر 31-12-2011 کو-------

(Followed by T06)

T06-26JAN12 UR/AZHAR ER/ZAFAR/ED. UR1

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: (جاری) لیکن junior lady teachers کی تعیناتی کی ہے جنہوں نے daily wages کی بنیاد پر ۳۱ دسمبر ۲۰۱۱ء تک ہر ایک نے ۸۹ دنوں کے مسلسل تین دورانیے مکمل کر لیے ہیں۔ ان کی ملازمتوں کو باقاعدہ بنانے کے لیے ان کے معاملات ابھی تک ذیلی کمیٹی کو نہیں بھجوائے گئے۔ ویسے بھی regularization کرنے کے لیے ایک committee بنی ہوئی ہے جس کی صدرات وفاقی وزیر سید خورشید شاہ صاحب کر رہے ہیں۔ اب تک چالیس سے زیادہ محکموں کے آٹھ ہزار سے زائد ملازمین کو اس کمیٹی نے regular کرنے کے احکامات جاری کیے ہیں۔ کیا ان کی بھی منسٹر صاحب یقین دہانی کراتے ہیں کہ ان کی اگلی میٹنگ میں Federal Directorate of Education کی ان خواتین، جن کا ذکر اس سوال میں کیا گیا ہے، کو بھی regularize کرنے کے لیے ان کا کیس اس کمیٹی میں پیش کیا جائے گا۔ آیا اس کے متعلق یہ یقین دہانی کراتے ہیں اگر نہیں تو ان کا کیا fault ہے اور اتنی سروس کے بعد ان کو regularize کرنے کے لیے ان کا case کیوں نہیں پیش کیا جاتا۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کو appreciate کیا جانا چاہیے کہ موجودہ حکومت نے بہت سارے محکموں کے daily wages and contract ملازمین کو، جن پر ہمیشہ تلوار لٹکی رہتی تھی، regularize کیا اور Federal

جو، 189 lecturers کو بھی Directorate of Education میں بھی 150 junior lady teachers اور daily wages and

contract پر تھے، regularize کیا۔ 181 cases ابھی تک Federal Directorate of Education نے نہیں بھیجے۔ Matter

is pending with the Finance Division. جونہی ان کی posts کی sanction کی approval آجائے گی اس کے بعد ان کو

Sub Committee میں بھیج دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: .Next Question صفدر علی عباسی صاحب۔۔

Q.109

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: محترم وزیر صاحب نے کہا ہے کہ BS-18 میں 35 vacancies پڑی ہوئی ہیں اور انہوں نے

وجوہات جو بتائی ہیں کہ اب تک promotions نہیں ہو سکی ہیں، اس میں ایک ہے کہ جو In Land Revenue Service بنی ہے

جس میں Income Tax, Customs and Excise Groups merge ہوئے ہیں اور دوسرے litigation issues ہیں۔

میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایک تو یہ کہ In Land Revenue Service کو بنے ہوئے بھی، اگر میں صحیح ہوں تو اب کافی عرصہ گزر چکا

ہے، تقریباً ڈیڑھ سے دو سال گزر چکے ہیں۔ دوسرا یہ کہ کون سے litigation issues ہیں۔ اگر یہ litigation issues ہیں تو یہ بہت

time لیں گے۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ ان دونوں چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ delay کیوں ہوئی ہے اور اب تک مزید یہ سمجھتے ہیں، گو

کہ انہوں نے تین مہینے کا لکھا ہے لیکن پھر بھی میں جاننا چاہوں گا کہ کب تک یہ grade 17 finally کے لوگ grade 18 میں

promote ہوں گے؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی منسٹر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود: محترم جناب چیئرمین صاحب! ڈاکٹر صاحب نے اس سوال میں very rightly point out کیا ہے۔ یہ

problem واقعی ہوئی کیونکہ نیا occupational group, In Land Revenue Group بنایا گیا ہے۔ ہوا یہ تھا کہ اس میں

grade 20 and 21 کی promotions تھیں، ان میں سب سے پہلے litigation start ہوئی لیکن اب وہ finalize ہو گیا ہے۔

Grade 20 and 21 میں اس نئے group میں جو promotions ہوئی تھیں وہ جسٹس بھگوان داس صاحب کی کمیٹی ہے، جس کو وہ

head کرتے ہیں، انہوں نے وہ finalize کر دی ہیں۔ اب اسی طرح grade 19 میں ہوتی ہیں، پھر grade 18 میں ہوتی ہیں بلکہ یہاں جو figure دی گئی ہے کہ grade 18 کی seats 35 موجود ہیں تو آج جب میں نے یہ briefing منگوائی تو اس میں انہوں نے مجھے کہا کہ یہ تمام جب implement ہو جائیں گے اور تمام issues جو resolve ہونے والے تھے، کچھ ہو گئے ہیں، کچھ ہونے والے ہیں تو 35 کی بجائے 85 seats available ہوں گی اور یہ تمام کے تمام address ہو جائیں گے۔ Grade 19 and grade 18 میں بھی ہو جائیں گے اور شاید یہ تین مہینے سے پہلے ہو جائیں گے اور اس میں تمام لوگ، جن کی promotions due ہیں ، وہ promote ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین: حافظ رشید صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ جواب میں grade 17 کے متعلق تو تفصیل آئی ہے لیکن میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ grade 17 سے اوپر خالی اسامیوں کی تفصیلات کیا ہیں ؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی منسٹر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود: Grade 17 سے اوپر کس چیز کی تفصیلات ؟

جناب چیئرمین: حافظ صاحب ذرا اپنا سوال repeat کر دیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: یہ ہے۔

جناب چیئرمین: ہے تو آپ اپنا سوال واپس لیتے ہیں ؟

سینیٹر حافظ رشید احمد: واپس لیتا ہوں۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: شکریہ۔ انہوں نے سوال واپس لے لیا ہے۔ I think, questions are over. Leave applications ہیں؟ جناب عبد الحسیب خان ذاتی مصروفیات کی بناء پر گزشتہ ۶۷ ویں اجلاس کے دوران مورخہ نوسترہ اور بیس دسمبر اور موجودہ انیس اور بیس جنوری کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب وسیم سجاد صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ پچیس جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: مولانا محمد خان شیرانی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ چھبیس جنوری تا اختتام حالیہ اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد جہانگیر بدر صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ چوبیس اور پچیس جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب صابر علی بلوچ صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ پچیس جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر آصف حسین وزیر برائے پٹرولیم اور قدرتی وسائل نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں، اس لیے مورخہ تئیس تا چھبیس جنوری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جی۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, sorry to seek your indulgence but we have a meeting of the National Security at 12 O'clock. There were two vital issues that I want to raise. I want more than two or three minutes on both.

جناب چیئرمین: جی۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, the first issue is that the day before....

Mr. Chairman: Is it a point of order?

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, it is a point of order. Sir, the day before on a point of order, myself and a number of other senators including Senator Mashhadi raised the question of KESC and we said that KESC has failed to meet its contractual obligations.

اور KESC کی دیگر باتوں اور ان کی anti labour policy پر بات ہوئی۔ آج کے مختلف اخبارات میں، خاص طور پر Dawn میں KESC نے میرے نام سے ایک rebuttal شائع کیا ہے on the statement that I made on the floor of the House اس کا لب لباب دو باتیں ہیں۔ ایک تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ سینیٹر کو چاہیے کہ وہ حکومتی واجبات، جو KESC کو in terms of bills due ہیں، وہ دلوائیں تاکہ KESC کے پاس پیسا ہو اور دوسری بات، انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم Labour Union کے ساتھ بات نہیں کر سکتے کیونکہ یہ دہشت گرد ہیں لہذا ہم ان سے بات نہیں کر سکتے۔ اس کی details میں اس وقت میں آپ کے سامنے جانا نہیں چاہتا لیکن میں KESC کے بارے میں اتنا ضرور کہوں گا کہ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کے واجبات due ہیں، وہ بالکل گورنمنٹ کو pay کرنے چاہیئں۔ اس میں، میں گورنمنٹ کو defend بالکل نہیں کر رہا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس وقت KESC نے 55 billion rupees PEPCO and other power generating companies کو دینے ہیں۔ وہ ان سے power لے رہے ہیں، استعمال کر رہے ہیں لیکن وہاں پر پیسے نہیں دے رہے۔ اپنے profits بنا کر وہ ملک سے باہر بھیج رہے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ انہوں Sui Southern 36.557 billion کے دینے ہیں۔ They are in arrears of Sui Southern for the last 24 months. They have not paid to the Sui Southern, an amount of 35.557 billion rupees. This is their state of affairs یہاں سے پاکستان کی energy مفت لیتے ہیں، اپنے profits بنا کر وہ پیسے یہ بیرون ملک بھیج رہے ہیں۔ پہلی بات۔ دوسری بات۔ جہاں تک انہوں نے نہتے مزدوروں کو دہشت گرد کہا ہے۔ میں اس بات کو سختی سے condemn کرتا ہوں اور میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ (جاری)

T07–26JAN2012---ASHFAQ/ED.MOHSIN---UR5---12.00NOON

جاری--------- سینیٹر میاں رضا ربانی---

میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ

if there is a terminology that can be used then they are the economic terrorist, the Management of the KESC is the economic terrorist, it is fleecing the people of Karachi, it is fleecing working classes of Karachi. They are sending out their profits to their foreign accounts. They are ranging from the agreements. I have their agreements but as I promise you, I would not go into that, there is full schedule in the renewal agreement that they have made according to which they were to make investments but they have not done so.

میں نے during question hour issue raise کیا تھا، وہ یہ ہے کہ

I would take you to Rule−61 and I will straight away take you to proviso of Rule.

Mr. Chairma: Yes, I know about it and I said that

کہ question hour ختم ہونے دیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں جو Federal Secretaries ہیں جن کا تعلق Commerce, Finance, Cabinet, Foreign Affairs and Production departments سے ہے---

جناب چیئرمین: ایک منٹ، آپ ان کا دوبارہ نام لیں please.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, these are Commerce, Finance, Cabinet, Foreign Affairs and Production.

Mr. Chairman: O.K, they are Commerce, Finance, Cabinet, Foreign Affairs and Production.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! ان departments کے 25th and 26th کو questions تھے

and a majority of their questions were not replied, replies were not received by the Senate. This is a breach of privilege of this House, myself and Senator Chattah and I think, there are other Senators as Dr. Safdar Abbasi who would like to move this privilege

motion, if the Chair so gives us the permission and we would request that this matter be referred to the standing committee.

جناب چیئرمین: جی، بخاری صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: We don't oppose it, it may be sent.

Mr. Chairman: The motion is held to be in order and referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges.

جناب چیئرمین: پروفیسر آپ آگئے ہیں، میں دیکھ رہا تھا، آپ موجود نہیں تھے،

please read out the adjournment motion.

Adjournment Motion

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, I seek the leave of the House to move the following adjournment motion:-

It has been reported in the Daily Times dated 30th July, 2011 that the sexual harassment has become a routine in most of the International non-governmental organizations (INGOs) and this situation is creating problems for educated female employees/workers. The INGOs and NGOs have no policy against sexual harassment at workplace due to which cases of sexual harassment are continuously increasing. The female employees work with them without compromising their honour and respect. This is a matter of urgent national importance and also of public importance and I beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this matter.

میں اس پر وضاحت کر لوں۔

جناب چیئرمین: آپ بعد میں بات کر لیں، میں ذرا پوچھ لوں، بخاری صاحب! Is it opposed? رضا صاحب! ایک منٹ۔ بخاری صاحب! Where is the Minister concerned?

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, he is not present over here.

Mr. Chairman: Are you opposing or you want the Minister to come.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I don't have any instructions from him.

Mr. Chairman: You don't have any instructions,

ااایسا کرتے ہیں کہ اس کو کل کے لیے رکھ لیتے ہیں، call the Minister please tomorrow.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: آج ان کا message آیا ہے کہ ان کو کہیں جانا پڑ گیا ہے، اس کو کل صبح کے لیے رکھ لیتے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب! ٹھیک ہے لیکن بد قسمتی سے بالعموم ہمارے وزراء کرام House کا احترام نہیں کرتے لیکن جب کوئی genuine وجہ ہوتی ہے تو ہم اس کے لیے cooperate کرتے ہیں۔

Mr. Chairman: We will keep it up tomorrow morning,

ٹھیک ہے۔

Papers to be laid, Item No.3 Dr. Abdul Hafeez Shaikh.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: وہ بھی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: ان کے behalf پر خواجہ شیراز ہیں، خواجہ صاحب please, move item No.3.

Khawaja Sheeraz Mehmood: Honourable Chairman, I beg to lay before the Senate the annual report of the Competition Commission of Pakistan (CCP) for the Financial Year ended on 30th June, 2010, as required under sub-section (2) of section 22 of the Competition Act, 2010 (Act No. XIX of 2010)

Mr. Chairman: The report stands laid, the Minister In-charge Cabinet Secretariat please, move item No.4.

پیرزادہ صاحب کہاں گئے ہیں؟

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I will move it on his behalf.

Mr. Chairman: Please, move it.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I beg to lay before the Senate the annual report on the observance and implementation of principles of policy in relation to the affairs of the Federation for the year 2008-09 and 2009-10 as required by Article 29(3) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Chairman: The report stands laid. I think,

اور کوئی business نہیں ہے، کل جمعہ ہے، کل صبح دس بجے رکھ لیتے ہیں۔

The House stands adjourned to meet again on Friday the 27th January, 2012 at 10.00a.m.

[The House was then adjourned to meet again on 27th January, 2012 at 10.00a.m.]